www.KitaboSunnat.com

تحقیق وتنقید

پروفیسر محمد دین قاسمی

علامہ اقبال رح

اور

حدیث وسنّتِ نبوی ﷺ

زمانہ ماضی کا ہو یا حال کا، ہر دور میں بگڑے ہوئے لوگوں کا یہ مستقل وطیرہ رہا ہے کہ وہ اپنے مفسدانہ نظریات کی اشاعت، ان ہستیوں کے نام کی آڑ میں کرتے رہے ہیں جو معاشرے میں قابلِ اعتماد اور لائقِ احترام ہوں۔ ایسے لوگ، عامۃ الناس کے سامنے آکر کبھی یہ نہیں کہتے کہ "جو کچھ ہم پیش کر رہے ہیں یہ ہمارے طبع زاد نظریات اور خود ساختہ افکار ہیں" بلکہ وہ انہیں یہ باور کروانے کی کوشش کرتے ہیں کہ "یہ افکار و نظریات، ان اسلاف کرام کے نظریات ہیں، جو ہم سب کے لیے واجب الاحترام اور معتمد علیہ پیش رو ہیں"۔ ایسے راہِ راست سے بھٹکے ہوئے خوب جانتے ہیں کہ اگر وہ اپنے من گھڑت نظریات کو خود اپنے نام سے پیش کریں گے تو یہ معاشرے میں قابل قبول نہ ہوں گے، اس لیے وہ ان جعلی سکوں کو ان ہستیوں کے نام پر چلاتے ہیں جن کی بازارِ علم کے اندر ساکھ پائی جاتی ہے۔

یہود و نصاریٰ اور مشرکینِ قریش، اگرچہ نسلی طور پر اولادِ ابراہیم میں سے تھے لیکن فکری طور پر وہ ان اسلافِ کرام کا راستہ ترک کر چکے تھے، اب ان میں ایمان کی جگہ کفر، توحید کی جگہ شرک، ہدایت کی جگہ ضلالت اور صلاح کی جگہ فساد پیدا ہو چکا تھا۔ ان کے خیالات میں پستی، کردار میں گراوٹ، سیرت میں ضعف اور اعمال میں فسق و فجور نمودار ہو چکا تھا، وہ اپنے پیغمبروں کے لائے ہوئے دین سے ہٹ کر اپنے خود ساختہ مذاہب پر جم چکے تھے، اب وہ "دینِ اسلام" کے حوالے سے "مسلمان" کی حیثیت سے نہیں پہچانے جاتے تھے، بلکہ وہ اپنے منحرف شدہ مذہب کے حوالے سے صرف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یہودی" "عیسائی" اور "مشرک" ہی کی حیثیت سے معروف تھے، ان کے نزدیک اب معیار ہدایت اسلام نہیں بلکہ یہی مذاہب تھے، چنانچہ یہودیت، عیسائیت اور بت پرستی کو مقبول عام بنانے کے لیے۔ یہ پراپیگنڈہ کیا کرتے تھے، کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ہمارے انہی مذاہب پر قائم تھے۔ چنانچہ قرآن کو ان کی تردید کرتے ہوئے یہ اعلان کرنا پڑا کہ:۔

مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (۳/۶۷)

"ابراہیم نہ تو یہودی یا عیسائی تھے اور نہ ہی وہ مشرکوں میں سے تھے بلکہ وہ تو مسلم یکسو تھے۔"

یاد رکھیے، کسی شیطان نے آج تک اپنی شیطنت کو کھلے بندوں، خود اپنے نام سے پیش نہیں کیا، بلکہ یہ کام اس نے ہمیشہ ان لوگوں کے نام کی آڑ میں کیا ہے جن کا قوم میں احترام اور اثر و رسوخ پایا جاتا ہے، اگر شیطان اپنے باطل نظریات کو خود اپنے نام سے پیش کرے تو اسے خود بھی علم ہے کہ سماج میں یہ قابل قبول نہ ہوں گے اس لیے وہ باطل کو حق کا اور بگاڑ کو صلاح کا لباس زور، پہنا کر اُن ہستیوں کے نام کی آڑ میں پیش کرتا ہے جو معاشرے میں مقام احترام رکھتے ہیں اس قسم کے حیلہ جو لوگ ان ہستیوں کی بڑی مبالغہ انگیز مدحت و ثناء کے ساتھ ساتھ، ان کی بڑی بڑی تصاویر اور سپورٹریٹ کو اپنے آگے رکھتے ہیں اور خود ان کے پیچھے رہ کر ان کی آڑ میں اپنا راستہ بناتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں، ان کی زبانوں پر اسلاف کے متعلق، زندہ باد کے نعرے اور ان کے ہاتھوں میں ان ہستیوں کی تصویریں، عامۃ الناس میں یہ تاثر پیدا کرتے ہیں کہ انہیں ان ہستیوں سے بڑی عقیدت اور محبت ہے، اس کے بعد یہ پُرفریب لوگ جو چیز بھی ان اسلاف کی طرف منسوب کر دیں، لوگ، اسلاف کے ساتھ ان کے احترام و عقیدت کے بل بوتے پر بغیر کسی تحقیق و تفتیش کے درست مان لیتے ہیں۔ ٹھیک یہی ٹیکنیک ہے جو انکار حدیث کے علمبرداروں نے، ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ[1] کے بارے

---

[1] مثلاً شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے متعلق پھر کبھی قلم اٹھاؤں گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اختیار کی ہے، مجلہ "طلوعِ اسلام" کے ابتدائی دور میں اس کے پہلے صفحے (Title Page) پر حضرت علامہ اقبالؒ کی بڑی دلکش تصویر شائع ہوا کرتی تھی، اس کے بعد کلامِ اقبال میں سے کوئی ایک قطعہ پیش کیا جاتا تھا۔ پھر علامہ اقبالؒ کو مختلف مضامین میں، اس کی "شاعری" کی داد دی جاتی تھی، ان مضامین میں اس بات کا خاص التزام برتا جاتا تھا کہ کتاب اللہ کے ساتھ، اقبال کے شغف کو تو نمایاں کیا جائے لیکن اس کی اطاعتِ سنّت نبویہ کا کہیں ذکر نہ آنے پائے، اقبال کے عشقِ قرآن کو تو اجاگر کیا جائے، مگر اسوۂ نبی کی پیروی پر انہوں نے جو زور دیا ہے اس کا بھول کر بھی ذکر نہ آنے پائے، اقبال کے وہ اشعار تو پیش کر دیئے جائیں جن میں قرآن کریم کو اسلامی تعلیمات کا سرچشمہ قرار دیا گیا ہے، مگر ان اشعار سے پرہیز کیا جائے جن میں امت کے زوال و انحطاط کا سبب ترکِ سنّتِ نبویؐ قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ "نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن" کو تو خوب اچھالا گیا مگر "از حدود مصطفےٰ بیروں مرد" کے بیان سے اس طرح پرہیز کیا گیا جس طرح شیطان نیکی سے پرہیز کرتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس مخصوص انداز کے تعارفِ اقبال نے، جسے "طلوعِ اسلام" نے اپنی منفرد ذہنی افتاد کے پیشِ نظر تسلسل اور تواتر کے ساتھ برسوں جاری رکھا، ایک مخصوص حلقے میں یہ تاثر پیدا کر دیا کہ اقبال بھی گویا یکے از منکرین حدیث تھے، حالانکہ یہ تاثر از سرتا پا بے اصل اور باطل ہے، مندرجہ ذیل اقتباسات، اس حقیقت پر شاہدِ عدل ہیں۔

۱۔ مولانا سیدنا ابوالاعلیٰ مودودیؒ، علامہ اقبالؒ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"حدیث کی جن باتوں پر نئے تعلیم یافتہ نہیں، پرانے مولوی تک کان کھڑے کرتے ہیں اور پہلو بدل بدل کر تاویلیں کرنے لگتے ہیں، یہ ڈاکٹر آف فلاسفی، اُن کے ٹھیٹھ نقلی مفہوم پر ایمان رکھتا تھا اور ایسی کوئی حدیث سُن کر ایک لمحہ کے لیے بھی اس کے دل میں شک کا گزر نہ ہوتا تھا، ایک مرتبہ، ایک صاحب نے ان کے سامنے بڑے اچنبھے کے انداز میں، اس حدیث کا ذکر کیا جس میں بیان ہوا ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اصحابِ ثلاثہ کے ساتھ اُحد پہاڑ پر تشریف رکھتے تھے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتنے میں اُحد لرزنے لگا اور حضورؐ نے فرمایا کہ ٹھہر جا، ترے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا اور کوئی نہیں ہے، اس پر پہاڑ ساکن ہوگیا، اقبال نے حدیث سنتے ہی کہا کہ اس میں اچنبھے کی کون سی بات ہے! میں اس کو استعارہ و مجاز نہیں بلکہ ایک مادی حقیقت سمجھتا ہوں اور میرے نزدیک اس کے لیے کسی تاویل کی حاجت نہیں۔ اگر تم حقائق سے آگاہ ہوتے تو تمہیں معلوم ہوتا کہ ایک نبی کے نیچے مادے کے بڑے سے بڑے تودے بھی لرز اٹھتے ہیں، مجازی طور پر نہیں بلکہ واقعی لرز اٹھتے ہیں۔ (جوہر اقبال ص۳۸۔ اور اقبال کامل ص۶۴ تا ص۶۸)

یہ ہے اقبال کا ایمان بر حدیث، جبکہ منکرین حدیث، ایسی احادیث کو "خلاف عقل" کہہ کر، اپنی "دانشوری" پر مہر تصدیق ثبت کیا کرتے ہیں۔

۲۔ اقبال ہمیشہ حدیث کو حجتِ شرعی سمجھ کر اس سے استدلال کیا کرتے تھے، چنانچہ:

(ا) ایک مقام پر وہ "لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ" سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"تاریخی پہلو سے میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کے موجد نے اس کو نمو کے خیال سے جاری کیا یا چاند سورج سے اپنا سلسلہ نسب ملانے کے خیال سے۔ مگر تمام امت کا اس پر صدیوں سے اجماع ہو چکا ہے، جن اسلامی قوموں کا نشان اور رہے وہ کبھی اس پر معترض نہیں ہوئیں اور حدیث صحیح ہے کہ میری امت کا اجماع ضلالت پر نہ ہوگا، اس واسطے اس کو ضلالت تصور کرنا درست نہیں۔" (اقبال نامہ ج۱ ص۳۳۷)

(ب) ایک اور موقعہ پر "خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ" والی حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور اس سے رہبانیت کی تردید کرتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو اقبال نامہ ج۲ ص۷۸)

۳۔ اقبال کے نزدیک سرچشمۂ اسلام صرف قرآن ہی نہیں بلکہ سنتِ نبوی بھی ہے، ان کے نزدیک ایک معیاری عالم وہ ہے جو قرآن و سنت کا علم سکھاتا ہے، ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی نے ان جذباتِ احترام کے متعلق، جو قائد اعظمؒ کے متعلق حضرت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر اقبال کہتے تھے لکھا ہے کہ:۔

"۱۹۳۶ء کے آخری ایام تھے، پنجاب میں اتحاد پارٹی اور مسلم لیگ کے درمیان زور آزمائی ہونے والی تھی، ڈاکٹر صاحب لیگ کے حامی اور مسٹر جناح کے بہت بڑے مداح تھے، ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ مسٹر جناح کو خدا تعالیٰ نے ایک ایسی خوبی عطا کی ہے جو آج ہندوستان کے مسلمان میں مجھے نظر نہیں آتی۔ کسی نے پوچھا وہ خوبی کیا ہے تو آپ نے انگریزی میں کہا کہ، He is incorruptable and unpurchaseable اس محفل میں ایک شخص نے کہا کہ "مسٹر جناح تو شیعہ ہیں"۔ ڈاکٹر صاحب نے قدرے گرم ہو کر فرمایا "آپ یہاں بھی شیعہ سنی کا جھگڑا کرنا چاہتے ہیں ـــ جناح نے کب محدث و فقیہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے، اس بیچارے نے کب کہا کہ وہ عالم دین اور امام وقت ہے" اس نے کہاں لکھا ہے کہ مسلمان اس سے کتاب و سنت کا درس لیں۔ بات یہ ہے کہ انگریز نے ہندوستان میں پارلیمنٹری طرز حکومت کے نام سے اپنی شہنشاہیت کو مضبوط کرنے کا جال بچھایا ہے، جناح اس جال کی ایک ایک گرہ سے واقف ہے وہ انگریزی سلطنت کی چالوں سے اس حد تک آگاہ ہیں کہ خود انگریز بھی اس سے خائف ہیں، وہ اپنی سیاسی بصیرت کی روشنی میں آپ کو ہوشیار ہونے کی تلقین کرتا ہے۔"

(آثار اقبال ص۴۱ تا ص۴۳، اقبال اور علماء پاک و ہند ص۵۲)

۴۔ علامہ اقبال کے نزدیک اسلام ان حدود کی پیروی کا نام ہے جو قرآن اور صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کو پیش کی ہیں۔ وہ ایک جگہ اگر یہ کہتے ہیں کہ:۔

گر تو می خواہی مسلمان زیستن — نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

تو دوسری طرف، حدودِ مصطفےٰ سے انحراف برتنے سے منع کرتے ہیں، فرماتے ہیں:۔

باطن ہر شے ز آئین قوی ! — تو چرا غافل ازیں ساماں روی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باز اسے آزاد دستور قدیم زینت پاکن، ہماں زنجیرِ سیم
شکوہ سنج سختئ آئین مشو از حدودِ مصطفیٰ بیروں مرد
(اسرار و رموز ص۴۵)

۵۔ علامہ اقبالؒ کے نزدیک، اطاعتِ رسول ہی واحد ذریعہ فلاح و نجات ہے، وہ صاف الفاظ میں فرماتے ہیں، ؎

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

جبکہ ہمارے دور کے منکرینِ حدیث کے نزدیک "اطاعتِ رسول" کا کوئی مقام ہی نہیں ہے۔ ان کے نزدیک "اطاعتِ رسول" اگر ہو بھی تو اس کا معنیٰ "اطاعتِ قرآن" ہے یا پھر "اطاعتِ مرکزِ ملت" ہے۔

۶۔ علامہ اقبالؒ کی نگاہ میں، دین حیات، دین اسلام ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح و تشریح ہی اس دین کی اصل تفسیر ہے۔

؎ ہست دین مصطفیٰ، دینِ حیات شرعِ او تفسیرِ آئینِ حیات۔

یہاں پھر حدیث کے متعلق اقبال کے نقطۂ نظر میں اور منکرینِ حدیث کے نقطہ نظر میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔ منکرینِ حدیث کے نزدیک روایاتِ حدیث کی حیثیت محض تاریخ کی حیثیت ہے جبکہ اقبال مرحوم کے نزدیک، پیغمبرِ خدا کی "شرع"، "تفسیر آئینِ حیات" ہے نہ کہ "تاریخ آئینِ حیات"۔

اس واضح فرق کو دیکھئے اور پھر داد دیجئے منکرینِ حدیث کو کہ
ع دیتے ہیں یہ بازیگر دھوکہ کھلا۔

۷۔ اقبال فرماتے ہیں کہ جب سے امتِ مسلمہ نے دینِ اسلام اور شعارِ نبیؐ کو چھوڑ دیا ہے اس وقت سے وہ زوال پذیر ہے، وہ امت کے زوال کا سبب یہ بتاتے ہیں کہ اس نے شعارِ نبیؐ کو ترک کر دیا ہے۔

؎ تا شعارِ مصطفیٰ از دست رفت قوم را رمزِ بقا از دست رفت

۸۔ اقبال، ملتِ اسلامیہ کے زوال و انحطاط اور انتشار و افتراق پر آزردہ ہیں، مسلمان کی بے عملی اور کفر سامانی پر ان کا دل دکھتا ہے، ترکِ سنتِ نبویؐ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر وہ ملول و محزون ہیں چنانچہ ایک جگہ وہ اہلِ اسلام سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ۵ خوب ہے تجھ کو شعارِ صاحبِ یثرب کا پاس ٭ کہہ رہی ہے زندگی تیری کہ تو مسلم نہیں ہے۔

۹۔ اقبال، ایک اور مقام پر بھی، امتِ مسلمہ کے زوال کا باعث یہ بتاتے ہیں کہ مسلمانوں نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم کو چھوڑ دیا ہے۔

۵ مسلم از سرِّ نبی بیگانہ شد باز ایں بیت الحرم بُت خانہ شد

۱۰۔ "سرِّ نبی" ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ سنت موجود ہے جس کے اتباع اور جس کی پیروی پر اقبال عمر بھر زور دیتے رہے ہیں۔ اقبال کے نزدیک، آپؐ کا اسوۂ حسنہ اور آپؐ کی سنّت، آپؐ کے اسرار میں سے ہے، اور آپؐ کی سنت کی پیروی میں ڈوب کر ہی وہ خود شناسی حاصل کی جاسکتی ہے جو درحقیقت "دیدارِ رسول" کے مترادف ہے۔ ۵

باز خود را بیں ہمیں دیدار اوست سنّت او سرّے از اسرار اوست

۱۱۔ اقبال، اس رندِ پاکباز کی جرأت پر آفریں کہتا ہے اور اس کی رفعتِ منزلت پر حیرت زدہ ہے کہ جس نے خدا سے برملا کہہ دیا کہ "ہمارے لیے مصطفیٰ کافی ہیں" جبکہ منکرینِ حدیث کا وطیرہ یہ ہے کہ قرآن میں جہاں کہیں رسول کا نام، خدا کے نام کے ساتھ آتا ہے، وہاں وہ خدا کی الوہیت اور رسولؐ کی رسالت کو ختم کرکے ——— خدا + رسولؐ ═ مرکزِ ملت ——— کی نرالی اور انوکھی مساوات ایجاد کر ڈالتے ہیں۔ ۵

بکوئے تو گداز یک نوا بس مرا ایں ابتداء ایں انتہا بس
خراب جرأت آں رند پاکم خدا را گفت "ما را مصطفیٰ بس"

۱۲۔ اقبال فرماتے ہیں کہ اگر تو میری بات پر غور کرے اور صدیق اکبرؓ کی رمز شناس آنکھوں سے دیکھے تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ترے دل و جگر کی قوت بن جائیں گے اور ان کی ذاتِ گرامی، خدا سے بھی زیادہ محبوب قرار پائے گی۔ قلبِ مومن کے لیے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی کتاب (قرآن) قوت ہے، اور آپ کی حکمت (سنّت) ملتِ اسلامیہ کے لیے شہ رگ کا درجہ رکھتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵ معنی حرفم کنی تحقیق اگر ! بنگری با دیدۂ صدیق اگر !
قوت قلب و جگر گردد نبی از خدا محبوب تر گردد نبی
قلبِ مومن را کتابش قوت است حکمتش حبل الورید ملت است

(اسرار و رموز ص۱۰۱)

۱۳ــ اقبال کتاب (قرآن) کے ساتھ حکمت (سنت) کو ایسی قوت قرار دیتے ہیں جو امت مسلمہ کے لیے پیغامبرِ عزت و آبرو ہے وہ کہتے ہیں کہ دنیا کے ذوق و شوق کی فتوحات ہوں یا عالم زیریں و عالم بالا کی فتوحات، سب انعاماتِ خداوندی ہیں جو اھلِ ایمان کو عطا کیے جاتے ہیں، یہی جمالی اور جلالی شان کی نمود ہے جو مومن کی شانِ امتیاز ہے۔ ۵

برگ و ساز ما کتاب و حکمت است این دو قوت اعتبار ملت است
آں فتوحاتِ جہاں ذوق و شوق ! ایں فتوحاتِ جہاں تحت و فوق
ہر دو انعامِ خدائے لایزال مومناں را آں جمال است ایں جلال

(مسافر ص۴۰ .... بحوالہ اقبال اور محبت رسول ص۹۷)

۱۴ــ اقبال "بانگِ درا" میں جواب شکوہ کے تحت فرماتے ہیں کہ اگر وفائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم رہو گے (اور یہ ظاہر ہے کہ وفائے محمد کا قیام، اطاعت و محبتِ رسولؐ پر ہی موقوف ہے) تو ہم اب بھی تمہارا ساتھ دیں گے اور آسمانی امداد اور ربانی تائید پھر سے تمہاری دستگیری شروع کر دے گی۔ ۵

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

۱۵ــ ممکن ہے کہ بعض احادیث کے بارے میں، اقبال کو کچھ کھٹک رہی ہو، جیسا کہ ان کے ایک مکتوب بنام سید سلیمان ندوی مرحوم (مرقومہ ۲۴ اپریل ۱۹۲۶ء) سے پتہ چلتا ہے، لیکن بہر حال سید صاحب مرحوم نے اس خط کے جواب میں، ان کی کھٹک کا ازالہ کر دیا تھا۔ (ملاحظہ ہو اقبال، سید سلیمان ندوی کی نظر میں۔ ترتیب و تحشیہ اختر راہی ص۱۹۱)، لیکن یہاں جو بات قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ اقبال مرحوم اس کھٹک کے دوران بھی احادیث کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ

"ان میں ایسے بیش بہا اصول ہیں کہ سوسائٹی باوجود اپنی ترقی و تعالی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اب تک ان کی بلندیوں تک نہیں پہنچی، مثلاً ملکیتِ شاملاتِ دہ کے متعلق۔ "اَلْمَرْعٰی لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ" (بخاری)

اِس حدیث کا ذکر میں نے مضمون اجتہاد میں بھی کیا ہے۔

(اقبال سید سلیمان ندوی کی نظر میں ص۱۹۱)

اب اس کے بعد، میں حیاتِ اقبال کے آخری ایام کی وہ یادداشتیں اور گفتگوئیں پیش خدمت کر رہا ہوں جن میں حدیثِ رسول، اتباعِ رسول اور کتاب وسنّت کے متعلق اقبال کے نظریات کی صراحت ہو جاتی ہے۔ یہ وہ تصریحات ہیں جو حیاتِ اقبال کے بالکل آخری دور میں خود ان کی اپنی زبان سے واقع ہوئی ہیں۔

۱۶۔ سید نذیر نیازی صاحب دس جنوری ۱۹۳۸ء کے تحت رقمطراز ہیں۔

"سلسلۂ کلام نبوت پر آ گیا، نبوت سے مراد ہے فرد کی تربیتِ ذات اور فرد اور جماعت کی رہنمائی مدارجِ کمال کی طرف۔ ارشاد ہوا، جہاں تک فرد کی ذات اور معاشرے کی تہذیب و ترقی یا دوسرے لفظوں میں معراجِ انسانیت کا تعلق ہے، یہ مقصد حضور رسالت مآب صلعم کے اتباع ہی سے حاصل ہوگا۔"

(اقبال کے حضور ج۱ ص۶۲ (۳۸-۱-۱۰) از سید نذیر نیازی)

۱۷۔ ۳۱ر جنوری ۱۹۳۸ء کی ڈائری میں سید نذیر نیازی صاحب لکھتے ہیں:

"راجہ صاحب بھی بیٹھے تھے، وہ شاید کچھ کہنا چاہتے تھے کہ حضرت علامہ نے خود فرمایا ——— "ہم نے آنکھ کھولی، تو لایعنی روایات، بدعات اور توہمات کا زور تھا، لیکن ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے وہابی تحریک پھیل گئی۔ (نیچے ہاشیہ میں لکھا ہے ——— "صحیح معنوں میں تحریک اہلحدیث") بخاری اور مسلم کی اشاعت ہونے لگی اور صورت حالات بہت کچھ بدل گئی۔

(اقبال کے حضور ج۱ ص۱۳۳)

اس اقتباس کو غور سے پڑھیے، اقبال مرحوم کے نزدیک، بدعات و توہمات اور لایعنی روایات کی تردید و تغلیط کی صورت علمِ حدیث کی اشاعت ہے، انہوں نے شعور کی آنکھ کھولی، تو انہیں لایعنی رسوم، خلافِ سنّت اعمال اور توہمات کی گھٹا ٹوپ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریکیاں دکھائی دیں، محمد بن عبدالوہابؒ کی تحریکِ احیاء سنت پھیلی تو اس کے باعث بخاری اور مسلم کی وہ کتب احادیث اشاعت پذیر ہوئیں جن سے صورتِ حالات بہت کچھ بدل گئی، اقبال کے نزدیک تو بخاری و مسلم کا یہ مقام تھا، لیکن اقبال کے نام پر اپنی دکان چمکانے والے یہ لوگ بخاری و مسلم کو عجمی سازش کا نتیجہ قرار دیتے ہیں اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حدیث کے متعلق خود اقبال کے اور ان منکرینِ سنت کے نقطۂ نظر میں کس قدر بون بعید واقع ہے۔

۱۸۔ سید نذیر نیازی، دس فروری ۱۹۳۸ء کی یادداشتوں کے تحت لکھتے ہیں:۔

..... دولتانہ سے حضرت علامہ کا ذہن، یونینسٹ پارٹی اور یونینسٹ پارٹی سے دیوبند کی طرف منتقل ہو گیا، مسلمانوں کی راہنمائی نہ ارباب سیاست کر رہے ہیں اور نہ ارباب مذہب۔ یہ کیا بات ہے؟ شاید یہی احساس تھا جس کے تحت (حضرت علامہ نے) فرمایا۔ "کیوں نہ مولوی حسین احمد اور اس کے طرفداروں سے کہہ دیا جائے کہ ہم قومیت کے مسئلہ پر گفتگو کے لیے تیار ہیں، لیکن مدارِ بحث قرآن و سنت ہو گا۔" (اقبال کے حضور ج ۱ ص ۱۷۶)

غور فرمائیے، اقبال کے نزدیک قرآن کے ساتھ سنت رسول بھی وہ حجت ہے جس کو مدارِ بحث بنایا جا رہا ہے، سوال یہ ہے کہ آج کے منکرینِ حدیث نے بھی کبھی سنت کو یہ پوزیشن دی ہے کہ وہ بھی قرآن پاک ہی کی طرح، اختلافی مسائل میں بطور دلیل و حجت مرجع و مدار قرار پا سکے؟ اگر نہیں تو پھر کس منہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ اقبال بھی یکے از منکرینِ حدیث تھے۔

۱۹۔ سات مارچ ۱۹۳۸ء کے تحت، موصوف لکھتے ہیں:

دیوبند سے حضرت علامہ کا ذہن، تحریکِ وہابیت کی طرف منتقل ہو گیا، فرمایا سوچنے کی بات یہ ہے کہ جس مصلح عظیم نے اس تحریک کی ابتداء کی، اس کا مقصد تو بجز اس کے کچھ نہیں تھا کہ بابِ اجتہاد وا ہو اور امت تقلید کے بندھنوں سے نجات پائے، بعینہٖ ردِّ بدعات و فتن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سلسلہ میں حدیث کا مطالعہ ضروری تھا، لہذا حدیث کے مطالعے پر زور دیا گیا"..... (اقبال کے حضور ج ۱ ص ۲۸۶)

سچی بات یہ ہے کہ میں جب حدیث کے متعلق، اقبال کے نظریات کا مطالعہ کرتا ہوں، تو حیران رہ جاتا ہوں کہ جو شخص ردِّ بدعات وفتن کے سلسلہ میں مطالعہ حدیث کو ضروری قرار دیتا ہو، اس کے متعلق منکرینِ حدیث کا یہ پراپیگنڈہ کہ وہ احادیث رسولؐ کا معتقد نہ تھا، کتنا بڑا جھوٹ اور کس قدر گھناؤنا دجل و فریب ہے، ان لوگوں کی ایسی حرکات کو دیکھ کر بالیقین یہ کہا جا سکتا ہے کہ آخرت میں جوابدہی کا احساس، ان کی زبانوں پر ہو تو ہو، لیکن ان کے طرزِ عمل میں اس کے آثار خوردبین لگا کر دیکھنے سے بھی نظر نہیں آتے۔

۲۰۔ دس مارچ ۱۹۳۸ء کی یادداشتوں اور گفتگوؤں کے متعلق موصوف لکھتے ہیں:۔

ارشاد ہوا "اہل حدیث کی دل آزاری کسی طرح جائز نہیں۔ اہلحدیث اور اہلِ رائے کا امتیاز بہت پرانا ہے، محمد بن عبدالوہاب نے جو تحریک اٹھائی اس کا سلسلہ امام ابن تیمیہؒ تک جا پہنچتا ہے، ردِّ تقلید کا قدرتی تقاضا تھا کہ مطالعہ حدیث پر زور دیا جاتا۔ ہندوستان میں شاہ صاحب (مراد ہے شاہ ولی اللہ دہلویؒ۔ قاسمی) بھی تو حدیث کی ضرورت پر قلم اٹھا چکے ہیں۔ (اقبال کے حضور ج ۱ ص ۳۱۹)

۲۱۔ آگے چل کر اسی روز کی ڈائری میں حضرت علامہ کی یہ گفتگو بھی درج ہے۔

ارشاد ہوا "یہ سیاست و اقتدار اور آئین و قانون کی بحثیں تو بڑی دقت طلب ہیں۔ علماء حضرات اتنا تو سمجھیں کہ انگریز دشمنی کے جذبے میں اگر ہم نے وہی راستہ اختیار کر لیا جس پر کانگرس چل رہی ہے تو یہ راستہ مغرب کی لادین اور لا اخلاق سیاست کا تو ہو گا، کتاب و سنت کا نہیں ہو گا۔" (اقبال کے حضور ج ۱ ص ۳۲۰)

۲۲۔ اسلام باقرآن، اپنی تعلیمات کو اس انداز میں پیش کرتا ہے کہ ایک عام ذہن و دماغ کا بدو بھی اس سے استفادہ کر سکتا ہے اور ایک اعلیٰ درجہ کا تعلیم یافتہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باریک بین فلسفی اور نکتہ رس حکیم بھی۔ اسلامی تعلیمات کو پیش کرنے والا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق کہ کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ (لوگوں سے ان کی عقلی سطح کے مطابق گفتگو کیا کرو) مخاطب کی ذہنی سطح اور علمی استعداد کو پیش نظر رکھ کر ہی اس سے بات کرے گا، کس طرح؟ اسے اقبال کے متعلق درج ذیل اقتباس میں ملاحظہ فرمائیے:۔

ایک ملاقات میں حکیم محسن علی صاحب عرشی نے ان (حضرت علامہ) سے کہا کہ "آپ کے مدارس والے لیکچر بعید مشکل ہیں، اگر اسلام یا قرآن کا منشاء وہی ہے جو آپ نے ان لیکچروں میں بیان فرمایا ہے اور جس کو اس ترقی یافتہ زمانے کے بڑے بڑے اہل علم سمجھنے سے قاصر ہیں تو قرن اول کے صحرانشینوں نے اسے کیا سمجھا ہوگا؟ اس کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ، کسی قوم کی تشکیل و تعمیر کے لیے اسلام کے پانچ ارکانِ مشہورہ کا اجراء و انضباط کافی ہے چنانچہ اس کی محسوس عملی صورت، عہدِ سعادت سے بہتر کہیں نظر نہیں آسکتی اور تاریخ کا حافظہ، اس حقیقت کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔

(البیان دسمبر ۱۹۳۹ (اقبال نمبر) بحوالہ اقبال کامل ص۷۵)

۲۳ــــ علامہ اقبال، پنجاب کے ایک گاؤں میں ایک ایسا دینی ادارہ قائم کرنا چاہتے تھے جس میں طلبہ و محققین کی راہنمائی کے لیے وہ جامعہ ازہر سے، قرآن و سنت کا ایسا عالم بلانا چاہتے تھے جو علمِ قدیم اور علمِ جدید کا جامع ہو، اس مقصد کے لیے شیخ الجامعہ جناب مصطفٰے المراغی کو انہوں نے جو خط لکھا، اس کا اقتباس ملاحظہ فرمائیے اور خود سوچیے کہ ایسا خط لکھنے والا شخص منکرِ حدیث ہو سکتا ہے؟

"(ان کی رہنمائی کے لیے ایک ایسا معلم مقرر کرنا چاہتے ہیں جو کامل اور صالح ہو اور قرآن حکیم میں بصیرتِ تامہ رکھتا ہو اور انقلاب دورِ حاضرہ سے بھی واقف ہو تاکہ وہ ان کو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کی روح سے واقف کرے۔ (اقبال ج ۱ ص۲۵)

یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ علامہ مرحوم کے خط کے اس اقتباس کو خود پرویز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب نے بھی اپنے ایک مضمون میں پیش کیا تھا بغیر اس کے کہ اس پر کسی قسم کی فکر کی گئی ہو۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ خط پرویز صاحب کی "بصیرت" کی میزان میں بھی پورا اترا ہے۔ اور اس کی تاریخی حیثیت بھی ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔

۲۴۔ حدیثِ نبویؐ کے متعلق اقبال کا کیا رویہ تھا؟ اس کی وضاحت کیلئے اب میں حیاتِ اقبال کے بالکل آخری لمحات کو نذرِ قارئین کر رہا ہوں، ملاحظہ فرمائیے، کہ موت سے چند ثانیے قبل انہوں نے حدیث نبویؐ کے متعلق کیا طرزِ عمل اختیار کیا تھا:۔

> ۲۱ر اپریل ۱۹۳۸ء کی شب، بڑی قیامت خیز شب تھی، وہ منکرِ اسلام، جس نے اپنے نغموں سے مسلم معاشرے پر خودی کے راز کو آشکارا کیا، جس نے رنگ و نسل، علاقائیت اور زبانوں کی عصبیت سے بلند ہو کر ساری انسانیت کی سربلندی کا پیغام دیا، جس نے اپنے شعر و ادب سے عالمِ اسلامی کو اتحاد کی راہ دکھائی، جس نے اپنی شاعری میں شرفِ انسانی کے رموز کو واضح کیا، جس نے اپنی شاعری سے قومی تشخص کے نقوش کو ابھارا، جس نے اپنی فکر اور شاعری کو اتحادِ اسلامی اور تحریکِ آزادی کو فروغ دینے کا ذریعہ بنایا، یہ دانائے راز جاوید منزل کے ایک کمرے میں بسترِ مرگ پر اس وقت کا انتظار کر رہا ہے جب بندہ اپنے معبودِ حقیقی سے جا ملتا ہے اور موت بندۂ مومن پر حیاتِ دوام کے دروازے کھول دیتی ہے۔
>
> اس قیامت خیز شب میں تمام تیماردار ساڑھے بارہ بجے شب کو رخصت ہو گئے، علامہ کو پچھلے پہر رات کو بے چینی شروع ہوئی، شب کے تین بجے علامہ نے راجہ حسن اختر کو بلایا، جب وہ حاضر ہوئے تو علامہ نے اپنے ملازم دیوان علی سے فرمایا کہ تم سو جاؤ البتہ علی بخش جاگتا رہے، کیونکہ اب اس کے سونے کا وقت نہیں پھر راجہ حسن اختر سے فرمایا کہ پیٹھ کی طرف کیوں بیٹھے ہو؟ راجہ حسن اختر علامہ کے قریب ہو بیٹھے تو فرمایا قرآن مجید کا کوئی حصہ سناؤ۔ کوئی حدیث یاد ہے؟ یہ فرما کر علامہ پر غنودگی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاری ہو گئی اور راجہ حسن اختر چراغ گل کر کے باہر تخت پر آ بیٹھے، تھوڑی دیر کے بعد علامہ نے راجہ صاحب کو پھر بلوایا، آپ ماہیں کیوں نہیں آرام کرتے، پھر ان سے حکیم قرشی کو لانے لیے کہا جو علامہ کے معالج تھے، انہوں نے عرض کیا کہ حکیم صاحب رات دیر سے گئے ہیں۔ شاید ان کا بیدار کرنا مناسب نہ ہوگا، اس پر علامہ نے فرمایا کاش ان کو معلوم ہوتا کہ مجھ پر کیا گزر رہی ہے۔ پھر اپنی یہ رُباعی پڑھی۔ یہ ان کی آخری رباعی تھی جو شاعرِ مشرق نے اپنی زبان سے پڑھی تھی:

سرودِ رفتہ باز آید کہ ناید، نسیمے از حجاز آید کہ نہ آید
سر آمد روزگارِ ایں فقیرے، دگر دانائے راز آید کہ نہ آید

راجہ حسن اختر نے ان اشعار کو سنتے ہی کہا کہ میں ابھی حکیم صاحب کو لاتا ہوں۔ یہ پانچ بج کر پانچ منٹ کا واقعہ ہے پھر دفعتًا لیٹے لیٹے اپنے پاؤں پھیلائے اور دل پر ہاتھ رکھ کر کہا، یا اللہ! پھر فرمایا، میرے یہاں درد ہے، پھر سر پیچھے کی طرف گرنے لگا، علی بخش نے آگے بڑھ کر سہارا دیا۔ علامہ نے قبلہ رو ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔ آخر ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء کو علامہ واصل الی اللہ ہوئے۔

سالہا زمزمہ پردازِ جہاں خواہد بود،
زیں نواہا کہ دریں گنبدِ گرداں زدہ است

(اقبال اور علماء پاک و ہند، از اعجاز الحق قدوسی، صفحہ ۸۲ تا صفحہ ۸۳)

غور فرمائیے، وہ اقبال جو آغوشِ موت میں بھی جاتے ہوئے یا تو قرآن کی سماعت کا خواہشمند یا حدیثِ رسول ؐ کے سننے کا آرزومند، وہ اپنی زندگی کا آخری عمل یا تو کتاب اللہ کی سماعت کو بنانا چاہتا ہے یا فرمانِ نبوی ؐ کی سماعت کو، کیا اس کے متعلق یہ گمان بھی کیا جا سکتا ہے کہ وہ احادیثِ نبوی ؐ کو سرچشمۂ اسلام تسلیم نہ کرتا تھا۔ اقبال کی طرف انکارِ حدیث کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلک کو منسوب کرنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام کی طرف یہودیت یا عیسائیت یا دینِ شرک کو منسوب کیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ انکارِ حدیث کے مسلک کو اقبال کے کھاتے میں ڈالتے ہیں وہ اتنا بڑا جھوٹ بولتے ہیں کہ اس پر نہ تو وہ خالق ہی کی طرف سے کوئی حیا محسوس کرتے ہیں اور نہ ہی مخلوق ہی سے وہ شرم محسوس کرتے ہیں۔ پھر وہ یہ بھی نہیں سوچتے کہ جن لوگوں پر اُن کے مسلسل اور پیہم بولے جانے والے جھوٹ کی قلعی کھل جاتی ہے ان کی نگاہ میں، ان لوگوں کی کیا عزت و آبرو باقی رہ جائے گی۔ آخرت کی جوابدہی کا احساس تو رہا ایک طرف، اگر یہ لوگ دُنیا ہی میں اپنے جھوٹ کے انجام کا خیال کرلیں۔ تو کبھی ایسی حرکت نہ کریں۔ لیکن کیا کیا جائے، جنہوں نے دُنیا ہی کو سب کچھ سمجھ لیا ہو، اور کذب و دُروغ ہی کی بنیاد پر لوگوں کو اپنے ساتھ ملائے رکھنے کا وطیرہ اپنا رکھا ہو، انہیں اس سے کیا غرض، کہ انکی یہ بہتان تراشیاں اور افترا پردازیاں، سنجیدہ طبقے میں، ان کے متعلق کیا تاثر پیدا کر رہی ہیں۔

آخر میں، میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے زیرِ بحث موضوع پر صرف اسی لیے قلم اُٹھایا ہے کہ علامہ اقبالؒ کی وفات کے بعد، ان کی ذات کے احترام اور ان کے کلام کی تشریح کی آڑ میں، "طلوعِ اسلام" نے، انہیں "منکرِ حدیث" قرار دے کر ان کی جسدِ خاکی پر جو ظلمِ عظیم روا رکھا ہے۔ اس کا نہ صرف یہ کہ سدِ باب ہو جائے بلکہ اقبال کی نظر میں حدیث و سنت کا جو مقام ہے وہ بھی واضح ہو جائے۔ ورنہ ہمارے نزدیک اقبال مرحوم کی ہرگز ہرگز یہ حیثیت نہیں ہے کہ انہوں نے اگر قرآن کے ساتھ حدیث کا نام لیا ہے تو ہم بھی ان کی اتباع و تقلید میں ایسا کر گزریں۔ ہم قرآن و سنت کو اسلام کا مستقل سرچشمہ تسلیم کرتے ہیں، اقبال اگر نہ بھی پیدا ہوتا، تب بھی اہلِ ایمان کے لیے ہدایت کا سرچشمہ قرآن و سنت ہی مانے جاتے جیسا کہ ان کی ولادت سے قبل بھی ان کی یہ حیثیت مسلم رہی ہے۔ قرآن و سنت کا یہ مقام دورِ نبویؐ سے لے کر اب تک تواتر و تسلسل کے ساتھ برقرار رہا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ